تحقیقِ دین از روئے قرآن کریم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دین کی تعریف کیا ہے؟ مسلمان کی تعریف کیا ہے؟ صراطِ مستقیم کیا ہے؟ دنیا میں کوئی شخص جس کے نزدیک اللہ اور اُس کا دین اہم ہے گمراہ یا بے دین نہیں رہنا چاہتا۔ مگر جو جہاں پیدا ہوتا ہے اُسی کو حق سمجھتا ہے۔ وہ کون سی بیماریاں ہیں جو تفرقہ یا اختلاف کی وجہ بنتی ہیں۔ وہ کون سی وجہ ہے جو درست دین سمجھنے میں رُکاوٹ بنتی رہتی ہے۔ دین میں اختلاف کا فیصلہ، گمراہی سے بچنے اور حقیقی ہدائیت تک پہنچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہماری کیا راہنمائی فرمائی ہے۔

قرآنِ کریم کے مطابق دو قسم کے دین ہیں ایک اللہ کا دین۔ باقی غیر اللہ کے دین دو قسم کی جماعتیں ہیں، ایک اللہ کی جماعت، باقی غیر اللہ کی جماعتیں۔ دو قسم کے راستے ہیں۔ ایک اللہ کا راستہ (صراطِ مستقیم) جس کے لئے ہم دِن رات دُعا کرتے ہیں:

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ﴿۵﴾ باقی غیر اللہ کی راستے ہیں۔ ہم سب کا مقصد اللہ کا دین، اللہ کا راستہ اور اللہ کی جماعت ہے۔

قرآنِ کریم ہی ہمیں سورۃ المومنون 23 آیت نمبر 53 میں بتاتا ہے کہ جب دین فرقوں اور گروہوں میں تقسیم ہوتا ہے تو كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ۝۵۳ ﴿الْمُؤْمِنُوْن23، آیت53﴾ یعنی تمام ہی گروہ اس بات پر خوش اور مطمئن ہیں کہ وہ ٹھیک ہیں۔

اب جب اللہ ایک، اللہ کی جماعت ایک، اللہ کا دین ایک، اللہ کا راستہ ایک اور سب کا دعوٰی ایک کہ وہ ایک جماعت وہ خود ہیں اس بات پر کامل ایمان اور اطمینان خود دوسری طرف دعوتِ فکر ہے کہ اس ایمان و اطمینان کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ یہ تو ہر ایک کا دعوٰی ہے۔ مختلف ادیان اور فرقوں میں پیدا تو اللہ تعالیٰ نے کیا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ﴿المائدہ5 آیت48﴾ اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی جماعت بنائے رکھتا لیکن (ایسا نہیں کیا) تاکہ جو استعداد اُس نے تمھیں عطا کی ہے اس کے ذریعے تمھیں پرکھے۔

یعنی وراثتی طور پر کہیں بھی پیدا ہونا دین میں ہرگز موجبِ اطمینان نہیں بلکہ آزمائش ہے اور حق تک پہنچنے، درست دین سمجھنے کی استعداد بھی عطا فرمائی ہے اور تحقیق کا حکم ہے۔

پھر سورۃ المائدہ 5 آیت نمبر 105 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ﴿المآئدۃ 5 آیت 105﴾ اے ایمان والو تم پر لازم ہے کہ اپنی فکر کرو۔ نہیں بگاڑ سکتا تمہارا کچھ بھی وہ جو گمراہ ہے اگر تم ہدائیت پر ہو۔

اب یہاں ایمان والوں کو بھی کہا گیا ہے کہ اپنی فکر کریں اور ensure کریں کہ وہ صراطِ مستقیم پر ہیں کہ نہیں مگر کس طرح ساتھ ہی ایک نہایت لطیف نقطہ عطا فرمایا دیا کہ تمہیں کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اگر تم ہدائیت پر ہو، کتنا عام فہم اور صاف نقطہ ہے کہ اگر کسی کو درست کا پتہ ہے تب ہی تو وہ غلط کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ اگر کسی بھی صاحب کو کوئی paper چیک کرنیکے لئے دیا جائے تو وہ یہ فیصلہ کہ فلاں فلاں سوال غلط ہے اور فلاں فلاں درست کب کر سکتا ہے؟ جب ہمیں درست پتہ ہو جس طرح اگر کسی بھی زبان کے لفظ کا معنی ہمیں پتہ کرنا ہو تو اُس زبان کی لغت دیکھتے ہیں، دین میں درست یا حق کیا ہے کیونکہ اگر ہمیں درست پتہ ہے تو غلط کا فیصلہ فوراً کر سکتے ہیں۔

سورۃ اٰل عمران 3 آیت نمبر 60 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿٦٠﴾ ﴿اٰلِ عِمْرٰن 3 آیت 60﴾

(یہ یقیناً) حق ہے تیرے رب کی طرف سے پس تو شک کرنیوالوں میں سے نہ ہو۔

پھر سورۃ الرعد 13 آیت نمبر 19 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اَفَمَنۡ يَّعۡلَمُ اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ الۡحَقُّ كَمَنۡ هُوَ اَعۡمٰىؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الۡاَلۡبَابِۙ‏ ﴿١٩﴾ ﴿الرَّعد13 آیت19﴾ تو کیا وہ جو جانتا ہے کہ جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف اُتارا گیا ہے حق ہے۔ اس کی طرح ہو سکتا ہے جو اندھا ہے؟ نصیحت صرف عقل والے لوگ ہی پکڑتے ہیں۔

پس دیکھیں کتنی سادہ سی بات ہے، درست ہمیں پتہ لگ گیا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جو بھی اس کے مقابل یا مخالف ہو گا غلط ہو گا۔ پھر اس دعوٰی کے ساتھ یہ پاک کلام ہم میں موجود ہے اس میں شک کی گنجائش نہیں ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ﴿الۡبَقَرَة2 آیت2﴾ دین کی ہر بات کھول کر بیان کرنیوالی کتاب ہےوَ كُلَّ شَىۡءٍ اَحۡصَيۡنٰهُ فِىۡۤ اِمَامٍ مُّبِيۡنٍ ﴿١٢﴾ ﴿یٰس36 آیت12﴾ مَا فَرَّطۡنَا فِى الۡكِتٰبِ مِنۡ شَىۡءٍ ﴿الانعام6 آیت38﴾ دین کی ہر بات اس میں موجود ہے۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ‏ ﴿٩﴾ ﴿الحجر15 آیت9﴾ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تبارک تعالیٰ نے لے لی۔

لَّا يَاۡتِيۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ ﴿حٰم سجدہ41 آیت42﴾

باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے،

قُلۡ فَلِلّٰهِ الۡحُجَّةُ الۡبَالِغَةُ ﴿الانعام6 آیت149﴾ یہ حجت ہے، یہ خوش خبری بھی ہے، سورۃ القمر 54 آیت 17 میں نازل فرمادی۔

وَ لَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ ﴿۱۷﴾

﴿الۡقَمَر 54 آیت 17﴾ اور یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کی خاطر آسان بنا دیا ہے پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔ اب چند انتہائی اہم اور بنیادی باتیں اس سے سمجھتے ہیں۔

جب ہم کسی کے بارے میں کہتے ہیں کہ اُس کا دین درست نہیں یا ہمارا دین درست ہے ۔ اس بارے میں درست فیصلہ صرف اُسی صورت میں ممکن ہے اگر ہمیں دین کی درست تعریف (Definition) پتہ ہو، کیونکہ لوگوں کے نزدیک تو شرک، بدعات، بُت پرستی سب دین ہے۔

دین کی تعریف(Definition): دین کے لغوی معنی "حساب" کے ہیں جس طرح قرآنِ کریم میں ہے مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۴﴾ ﴿الۡفَاتِحَة 1 آیت 4﴾ حساب کتاب کے دِن کا مالک۔ سورۃ الرَّعد 13 آیت نمبر 40 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ فَاِنَّمَا عَلَیۡکَ الۡبَلٰغُ وَ عَلَیۡنَا الۡحِسَابُ ﴿۴۰﴾ ﴿الرَّعۡد 13 آیت 40﴾ اے نبی تیرے ذمہ کھول کر (احکامات) پہنچا دینا ہے اس کا حساب لینا ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی دین یہ ہے کہ جو احکامات اللہ تبارک تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں ہم نے اس کا حساب اپنے رب کو دینا ہے کہ ہم نے (اپنے اقوال اور افعال سے) کتنی اطاعت کی۔

سورۃ اٰل عمران 3 آیت نمبر 19 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الدِّيۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ ﴿اٰلِ عِمۡرٰن 3 آیت 19﴾ یقیناً دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔

اسلام کے معنی لغت میں اس طرح ہیں۔ اللہ کے حکموں کے آگے بلا چُون و چراں سر جُھکا دینا (المنجد) یعنی اللہ کا دین، اللہ کا نازل کردہ کلام ہے۔

مسلمان کی تعریف (Definition):

مُسلم کے لغوی معنی ہیں فرمانبردار، اطاعت کرنیوالا۔ مشہور لغت المنجد میں **الْمُسْلِمُ** کے معنی لکھے ہیں "دین اسلام کا پیروکار" قرآنِ کریم نے مسلمان کی تعریف سورۃ النمل 27 آیت نمبر 81 اور سورۃ الرّوم 30 آیت نمبر 53 میں اس طرح نازل فرمائی۔

مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿النَّمۡل 27 آیت 81﴾ مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿الرُّوۡم 30 آیت 53﴾ اور وہ جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں مسلمان ہیں۔

پھر سورۃ الزّخرُف 43 آیت نمبر 69 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوۡا مُسۡلِمِيۡنَ ﴿الزُّخۡرُف 43 آیت 69﴾ یہ وہ ہیں جو ایمان لائے ہماری آیات پر اور رہے مسلمان بن کر۔

اب کتنی سادہ بات ہے کہ اللہ کا دین اسلام ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام، اور مسلمان وہ ہے جس کا ایمان کلام اللہ کے مطابق ہو۔ اگر کسی کا کوئی عقیدہ اللہ کے کلام کے مقابل یا مخالف ہے تو اُس عقیدہ میں وہ اللہ کے نزدیک اسلام پر نہیں یا مسلمان نہیں۔ کسی بھی فرد یا ادارے کو اللہ نے یہ اجازت نہیں دی کہ وہ فیصلہ کرے کہ کس کا دین صحیح یا غلط ہے۔ یا کون مسلمان ہے یا نہیں یہ ذمہ داری قرآنِ کریم نے ہر فرد پر انفرادی طور پر ڈالی کہ وہ اسی دنیا میں کلام اللہ کی روشنی میں اپنے اس اندھے پن کو دور کرے اور ensure کرے کہ وہ درست دین پر ہے اور مسلمان ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ قَدۡ جَآءَکُمۡ بَصَآئِرُ مِنۡ رَّبِّکُمۡ ۚ فَمَنۡ اَبۡصَرَ فَلِنَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ عَمِیَ فَعَلَیۡہَا ؕ وَ مَاۤ اَنَا عَلَیۡکُمۡ بِحَفِیۡظٍ ﴿۱۰۴﴾ ﴿الأنعام 6 آیت 104﴾ یقیناً تم تک تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کی روشنی پہنچ گئی۔ پس جس نے بینائی سے کام لیا سو اس کا فائدہ اسی کے لئے ہے اور جو اندھا رہا سو اُس کا نقصان اُسی کو ہو گا اور نہیں ہوں میں تم پر نگہبان۔

اور یہ بھی ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

وَ مَنۡ کَانَ فِیۡ ہٰذِہٖۤ اَعۡمٰی فَہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ اَعۡمٰی وَ اَضَلُّ سَبِیۡلًا ﴿۷۲﴾

﴿بنی اسرائیل 17 آیت 72﴾ اور جو اس دنیا میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور راہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ گمراہ۔

پس ہر شخص کو اللہ نے انفرادی طور پر درست دین کے لئے ذمہ دار ٹھہرایا اور اس کا حساب اپنے ذمہ لیا اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حساب لینے کی دین میں اجازت نہیں عطا فرمائی۔ بلکہ جن کے بارے میں سورۃ **الحُجرات** 49 آیت نمبر 14 میں بذریعہ وحی یہ اطلاع دے دی کہ **وَ لَمَّا یَدۡخُلِ الۡاِیۡمَانُ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ** ﴿الحُجُرٰت 49 آیت 14﴾ کہ ہر گز نہیں داخل ہوا ابھی ایمان تمہارے دلوں میں اس کے باوجود اُنہیں مسلمان کہنے کی اجازت خود اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادی ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَ لٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا ﴿الحُجُرٰت 49 آیت 14﴾ یعنی (اے نبی) ان سے کہہ کہ نہیں ایمان لائے تم لیکن صرف اتنا کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔

پھر بخاری جلد 2 پارہ نمبر 12 کتاب الجہاد میں حدیثِ نبی ﷺ کے مطابق مدینے میں مردم شماری کروائی، چونکہ مردم شماری کا معاملہ سب سے زیادہ عموم رکھتا ہے اس لئے سب سے زیادہ عمومی تعریف اس موقع پر فرمائی فرمایا" **اُکۡتُبُوۡ لِیَ مَنۡ تَلَفَّظَ بَالۡاِسۡلَامِ مِنَ النَّاسِ فَکَتَبۡنَا لَه**"۔ یعنی جہاں تک عموم کا تعلق ہے جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے اس کا میرے لئے نام لکھ دو۔ میرے لئے کا لفظ یہاں پر بہت ہی پیارا ہے یعنی یہ تعریف مجھے قبول ہے (نہیں بھی قبول ہے)۔ اب

"مسلمان" کی (Definition) کے بارے میں قرآن وحدیث کا فیصلہ عموم اور خصوص دونوں طور پر موجود محفوظ ہے کیا کوئی مسلمان ان دونوں کو رد کر کے اپنی علیحدہ تعریف (Definition) بنانے کا مجاز ہے۔ شناختی کارڈ، پاسپورٹ وغیرہ کے فارم پر مسلمان کی جو تعریف (Definition) تحریر ہے، اس کا تعلق نہ تو قرآن سے ہے نہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے، مگر ایک لطیف نقطہ مَیں بیان کر دوں کہ اس کی بنیاد دو عقائد پر ہے، ایک تو یہ کہ کسی قسم کا نیا نبی ہر گز نہیں آسکتا دوسرا حضرت اقدس مسیح موعود کا نام لے کر تکذیب کی ہے۔ لطیف نقطہ یہ ہے کہ تمام مذاہب اور فرقے اس پر دستخط کر سکتے ہیں (سوائے جماعتِ احمدیہ کے) کیونکہ دنیا کے کسی بھی مذہب یا فرقے کے نزدیک کوئی نیا نبی اب نہیں آسکتا، اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو بھی وہ ہر گز سچا تسلیم نہیں کرتے۔

ہم پر اُس تعریف (Definition) پر دستخط کرنے کیلئے تیار ہیں جو قرآن و حدیث میں موجود ہے لیکن غیر اللہ کی اپنی بنائی ہوئی (Definition) پر دستخط کرنے کے لئے ہر گز تیار نہیں۔ لیکن یہ تعریف کیوں بنانی پڑی اس کے لئے صرف دو مختلف تاریخی حوالے ملاحظہ ہوں۔

غلام احمد پرویز اپنی کتاب "ختم نبوت اور تحریکِ احمدیت" صفحہ نمبر 127-126 پر تحریر کرتے ہیں۔ "آپ منیر کمیٹی کی رپورٹ دیکھئے اُنہوں نے اس مسئلہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے کے لئے مسلمان علماء سے یہ پوچھا تھا کہ مسلمان کسے کہتے

ہیں۔ اس سوال کا کوئی متفق علیہ جواب ان سے بن نہ پڑا جب یہ صورتِ حال سامنے آئی تو منیر کمیٹی کو یہ کہنا پڑا کہ جب آپ حضرات یہ نہیں بتا سکتے کہ مسلمان کہتے کسے ہیں تو ہم کس طرح فیصلہ کریں کہ فلاں جماعت جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے مسلمان کہلا سکتی ہے یا نہیں"!

پھر ارشاد احمد حقانی اپنے کالم روزنامہ جنگ مورخہ 17 فروری 1984 میں تحریر کرتے ہیں۔ "مجھے یاد ہے کہ لاہور ہائی کورٹ میں جسٹس ایم آر کیانی نے علماء سے مسلمان کی تعریف دریافت کی تو علماء نے آپس میں مشورہ کے بعد کہا" ہمیں اس کے لئے کچھ مہلت دیجئے" تو موصوف جسٹس نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا کہ آپ کو ڈیڑھ ہزار سال کی مہلت مِل چکی ہے اس سے زیادہ مہلت دینا اس عدالت کے اختیار میں نہیں" پھر لکھتے ہیں کہ اگر دیکھا جائے تو جو کچھ اس ایک فقرہ میں کہہ دیا گیا ہے اسے ضخیم کتاب میں بھی اس خوبصورتی سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔"

اب صراطِ مستقیم کیا ہے؟ ایک راستہ جس کی منزل ربِّ کریم ہے جس پر چلنے والوں کی لئے خوشخبری ہے۔

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾ ﴿الفَجر 89 آیات 29 تا 30﴾

میرے عباد میں شامل ہو جا میری جنت میں داخل ہو جا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے ۔ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۶﴾ ﴿ ھود 11 آیت 56﴾ یقیناً میرا رب صراطِ مستقیم پر ملتا ہے۔

اب کیسے اس راستے کے بارے میں ensure کریں۔ سورۃ بنی اسرائیل 17 آیت نمبر 9 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ **اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ** ﴿ بَنِیٓ اِسۡرَآءِیۡل 17 آیت 9﴾ بلا شبہ قرآن ایسی راہ دیکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔

پھر سورۃ آل عمران 3 میں آیت نمبر 101 میں فرمانِ الٰہی ہے۔

وَ مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِىَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿ اٰلِ عِمۡرٰن 3 آیت 101﴾ اور جو مضبوطی سے اللہ کو پکڑلے وہ صراطِ مستقیم کی ہدائیت پاگیا۔

پھر ہر تفرقہ اور اختلاف کا حل اللہ ہی کی رسی بیان ہوئی۔ **وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا** ﴿ اٰلِ عِمۡرٰن 3 آیت 103﴾ غور فرمائیں اللہ تعالیٰ تو کس طرح بار بار مختلف طریق سے ہماری راہنمائی فرماتا ہے۔ ہر آیت دوسری کی تائید و تفسیر کرتی ہے کامل ہے پھر وہ کون سی بیماری ہے جو تفرقہ و اختلاف کی وجہ ہے؟ وہ کون سی وجہ ہے جو درست دین سمجھنے میں رکاوٹ ہے وہ کیا بنیاد ہے کہ اگر کوئی درست دین پر نہیں بھی ہے تو بھی اپنے آپ کو درست دین پر سمجھتا ہے، خوش اور مطمئن بھی ہے۔؟

اس کو ہم دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

1۔ اختلاف کا فیصلہ 2۔غلط دین پر بھی مطمئن ہو نیکی وجہ۔

1۔ تمام مسلمانوں کا قرآن ایک ہے۔ ایک فرقہ کو چھوڑ کر باقی احادیث کے معاملے میں مستند تر صحاح ستہ کو مانتے ہیں۔ اب مَیں دو بڑے مسلمان مکتبہِ فکر اہلِ سنت (بریلوی) اور اہلِ حدیث کی مثال لیتا ہوں۔ مثال دو بڑوں کی ہے تا کہ معاملہ سمجھنے میں آسانی ہو ورنہ معاملہ تمام کا ایک ہی ہے۔

مثال کے طور پر ایک بریلوی مکتبہ فکر کا مسلمان جامعہ نعیمیہ میں عالمِ دین بننے کی غرض سے داخل ہوتا ہے سب سے پہلے عربی زبان پر دسترس حاصل کرتا ہے پر عربی فاضل سے لے کر مفتی تک تمام مراحل سے گزر کر ایک عالمِ دین بنتا ہے۔

دوسرا شخص اہلِ حدیث مکتبہِ فکر سے تعلق رکھنے والا جامعہ سلفیہ میں اسی غرض سے داخل ہوتا ہے اور عربی فاضل سے لیکر مفتی تک انہی تمام مراحل سے گزر کر عالمِ دین بنتا ہے۔ غور کریں عربی زبان سے واقفیت کے بعد کیا یہ بحث رہ گئی کہ ترجمہ کس کا درست تھا۔ پھر دونوں قرآنِ کریم کو حق جانتے ہیں وہی قرآن وہی صحاح ستہ مگر نتیجہ یہ کہ اگر کمزور بریلوی تھا تو مضبوط بریلوی بن گیا اور اُسے پتہ چلا کہ حق پر اور اصلی خدا کی جماعت صرف بریلوی ہیں۔ یہی معاملہ اہلِ حدیث کے ساتھ ہوا اگر کمزور اہل حدیث تھا تو اور مضبوط اہلِ حدیث بن گیا اور دونوں کے عقائد کا اختلاف اتنا شدید ہے کہ اہلِ حدیث کے نزدیک بریلوی مسلک شدید مشرک اور

بدعتی خارج از دین اور بریلوی کے نزدیک اہل حدیث اس سے بھی بڑھ کر گمراہ اور بے دین کافر فتاوے بھرے پڑے ہیں۔ مثال تو دو کی ہے معاملہ تمام کا ایک ہی ہے۔

بے شمار تحریری و تقریری بحثوں کے باوجود کیا آج تک کسی ایک بھی اختلاف کا فیصلہ ہوا ہے؟ ہرگز نہیں پھر یہ معاملہ صرف مسلمان فرقوں کا نہیں تمام ادیان کے فرقوں کا معاملہ بعینہ یہی ہے آخر فیصلہ کیوں نہیں ہوتا حیرانی یہ ہے کہ اس بات پر حیران بھی نہیں ہوتے غور بھی نہیں کرتے اگر ہم تھوڑا سا بھی غور اور تحقیق کریں تو بات آسانی سے سمجھ آجاتی ہے بیماری کا پتہ چل جاتا ہے اور اگر وہ خرابی دور کرلیں تو فرقہ پیدا ہی نہیں ہو سکتا اور اگر پیدا ہو جائے تو قائم نہیں رہ سکتا۔

کیا دنیاوی معاملوں میں ہم بغیر پیمانے کے بحث کرتے ہیں ؟ کیا پیمانے کی موجودگی میں بحث کی ضرورت رہتی ہے ؟ اگر کپڑے کا تھان رکھ کر ہم آپس میں بحث شروع کردیں، کوئی کہے 30 گز ہے کوئی کچھ کہے کوئی کچھ جتنی مرضی بحث کرلیں کیا فیصلہ ہو سکتا ہے ؟ کوئی بھی سیانا بندہ آئے گا تو کہے گا کہ دماغ ٹھیک ہے ؟ گز لے کر ناپ لو، کیا گز سے ناپنے کے بعد بحث باقی رہے گی۔ کیونکہ پیمانہ حجت ہے۔ اگر پیمانہ نہ ہو تو فیصلہ ممکن ہی نہیں اور اگر پیمانہ ہو تو بحث نہیں۔

کیا دین میں اختلاف کا کوئی پیمانہ نہیں؟ کیا یہ ممکن ہے؟ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ اور اُس کے پاک نبی حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پیمانہ بتایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ ﴿الشّوریٰ 42 آیت 10﴾ جس چیز میں بھی (دین میں) تم اختلاف کرو تو اُس کا فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

یعنی اللہ کے کلام کو اُس میں حکم بناو اُس سے فیصلہ کرو۔ پھر حکم دیا **فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ** ﴿المآئدۃ 5 آیت 48﴾ سو فیصلہ کرو تم ان کے درمیان اس کلام سے جو اللہ نے نازل کیا۔

پھر قرآنِ کریم کو حکم اور حجت قرار دیا۔

سورۃ الانعام 6 آیت نمبر 149 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ ﴿الْاَنْعَام 6 آیت 149﴾ کہہ دو! پھر اللہ ہی کی (بات) حجت (اور) غالب ہے۔

یہی بات خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث میں ارشاد فرمائی۔

والقرانُ حجة لَّکَ اوعلیک ﴿صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل الوضو حدیث نمبر 432﴾ قرآن ہی تیرے حق میں حجت ہے یا تیرے خلاف۔

یعنی اگر ہمارا کوئی عقیدہ قرآن کے مطابق ہے تو قرآن ہمارے حق میں حجت ہے اور اگر ہمارے خلاف ہے تو ہمارے خلاف حجت، اور بے شمار احادیث اور آیات اس ہی کی تائید میں ہیں اور ایک بھی اس کے خلاف نہیں مگر وقت کی طوالت کے باعث اُن کا ابھی ذکر نہیں کرونگا۔

اب بتائیں فیصلے میں کیا مشکل ہے کسی بھی فرقے کا کوئی بھی عقیدہ لے لیں قرآنِ کریم پر عرض کرلیں۔ عقیدہ ہمارا ہو یا کسی کا قرآنِ کریم سے دیکھ لیں۔

ایمان اور دعوے کے لحاظ سے تو کسی بھی فرقے میں اختلاف نہیں سب کا دعوٰی ہے کہ ہمارا دین اسلام ہے اور ہمارا اسلام لا الٰہ اِلاّ اللہ محمد الرَّسول اللہ ہے۔

اس کلمے کے دو حصے ہیں پہلا تو یہ کہ ہمارا معبود صرف ایک اللہ ہے۔ عبد غلام کو کہتے ہیں اور معبود جس کی غلامی کرنی ہے۔ اب اللہ کو تو کوئی نفع یا نقصان کوئی پہنچا نہیں سکتا وہ تو قادر اور بے نیاز ہے لہٰذا غلامی سے ایک ہی مراد ہے کہ اللہ کے حکموں کی اطاعت مگر اگلا سوال یہی ہے کہ کِن حکموں کی تو کلمہ کا اگلا حصہ یہ فیصلہ بھی سنا دیتا ہے کہ اُن تمام احکامات کی جو حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے کیونکے رسول کے لغوی معنی کسی کے پیغام کو پہنچانے کے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ ایک کلام جو ہر لحاظ سے کامل موجود اور محفوظ سے اس میں نازل کردہ تمام

احکامات کی اطاعت کا اعلان ہے۔ یہی اب قیامت تک دین اور مسلمان کی تعریف ہے۔

اب دوسرا حصہ کہ اللہ کی جماعت کی پہچان کیا ہے؟ اور اگر کوئی غلط دین یا جماعت میں ہو تو مطمئن کس بات پر ہوتا ہے۔ اگر ہم غور کریں تو تین (3) ایسی بنیادیں ہیں۔

(1) ہمارے آباو اجداد (2) ہمارے علماء کہ جس طرح وہ سمجھیں وہ تفسیر بیان کریں وہ تشریع کریں وہ درست ہے۔ جن کتابوں کو وہ مستند قرار دیں وہ درست باقی غلط (3) ہماری Perception یعنی ہمارا نفس جس بات سے Convince ہو وہ درست ہے۔ اب غور کرلیں قرآنِ کریم یہ تین بنیادیں گمراہی کی بتاتا ہے ہم ان بنیادوں پر ہی اپنے آپ کو ہدائیت پر سمجھتے ہیں۔ اور انہی تینوں بنیادوں پر باقی بھی اپنے آپ کو درست سمجھتے ہیں مگر ہم جن بنیادوں پر اپنے آپ کو درست سمجھتے ہیں دوسروں کو جو اپنی بنیادوں پر اپنے آپ کو درست سمجھتے ہیں غلط قرار دیتے ہیں۔
سورۃ القمان 31 آیت نمبر 20 اور 21 میں گمراہ لوگوں کی ایک دلیل یہی بتائی گئی ہے۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ

السَّعِيْرِ ۝٢١ ﴿لُقْمٰن 20 آیت 20 تا 21﴾ اللہ کے دین کے بارے میں بغیر اللہ کی کتاب کے جھگڑتے ہیں اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اُس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا (ان سے پوچھ) کیا پھر بھی اگر شیطان بلا رہا ہو انہیں جہنم کے عذاب کی طرف۔

سورۃ التّوبَة 9 آیت نمبر 30 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ یہود اور نصاریٰ کے غلط عقیدوں کی مثال دیکر کہ کیوں اُن کے غلط عقیدے بن گئے کہاں سے اُنہوں نے دھوکہ کھایا: اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝٣٠ یہ کہاں سے دھوکہ کھا رہے ہیں اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴿التّوبَة 9 آیت 30 تا 31﴾ بنا لیا ہے اُنہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اپنا رب اللہ کے سوا۔

سورۃ الجَاثِيَة 45 آیت نمبر 23 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ ﴿الْجَاثِيَة 45 آیت 23﴾ کیا پھر غور کیا تم نے اس شخص پر جس نے اپنے نفس کو اپنا معبود بنا لیا اور گمراہ کر دیا اُسے اللہ نے علم کے باوجود اور مہر لگا دی ہے اسکے کانوں پر دل پر اور ڈال دیا ہے اس کی آنکھوں پر پردہ سو کون ہدائیت دے اسے اللہ کے بعد۔

یعنی اپنے نفس کی پیروی شروع کر دی بغیر اللہ کی ہدائیت سے روشنی لیتے ہوئے جبکہ اللہ کی ہدائیت کے مقابل ہر گز کوئی ہدائیت نہیں ہو سکتی۔

اب اللہ کی جماعت کو ہم کیسے آسانی سے پہچان سکتے ہیں اور کس طرح تحقیق کر کے اُس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اللہ کی کتاب نے اس بارے میں کیا راہنمائی فرمائی ہے؟ ہم چند قرآنی اصطلاحات کے صرف معنی جان لیتے ہیں تا کہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو "نور" قرار دیا اور اُس کے مخالف یا مقابل جو بھی عقیدہ ہے اُس کو ظلمات قرار دیا۔ کلام اللہ کا منبع تو اللہ تبارک تعالیٰ ہے۔ ظلمات کا منبع طاغوت کو قرار دیا ظاہر ہے غلط عقیدہ بھی تو کہیں سے آیا پس اُس منبع کا نام قرآنِ کریم نے طاغوت رکھا، اللہ کے کلمات کو نہ ماننے والوں کو خبیث قرار دیا۔

سورۃ البقرہ2 آیت نمبر 256 اور 257 میں اللہ تعالیٰ کی جماعت کی نشانی اور اُس تک پہنچنے کا طریق بیان فرما دیا۔

لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾

﴿ الْبَقَرَة2 آيات256 تا257 ﴾ ترجمہ: دین میں کوئی جبر نہیں یقیناً (اس کلام کے ذریعہ) ہدائیت اور گمراہی کا فرق نمایاں ہو گیا۔ پس طاغوت (کی بات) کا انکار کرو اور اللہ (کی بات) پر ایمان لے آو (اگر تم نے ایسا کیا) تو یقیناً ایک ایسی مضبوط رسی کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔ اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے اللہ اُن لوگوں کا ولی ہے جو ایمان لائے وہ اُن کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اُن کے ولی طاغوت ہیں وہ ان کو نور سے ظلمات کی طرف نکالتے ہیں۔ یہی لوگ دوزخی ہیں لمبا عرصہ اس میں رہنے والے ہیں۔

اب جو جماعت بھی حق پر ہے جس کا ولی اللہ تعالیٰ ہے اُس میں اور باقیوں میں شکلوں اور کپڑوں کا فرق تو نہیں ہوتا، ظاہر ہے عقائد کا فرق ہوتا ہے۔ درست عقیدہ نور یعنی کلام اللہ ہے اور غلط عقیدہ ظلمات یعنی کلام اللہ کے مخالف ہے، جس کا منبع طاغوت ہے۔

کتاب اللہ کا فیصلہ ہے اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٩٢﴾ ﴿ الأنبيَاء 21 آيت 92﴾ یقیناً یہی تمہاری اُمّت ہے جو اُمّتِ واحدہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس تم میری عبادت کرو۔

یعنی اللہ کی جماعت ایک ہے اور وہ اللہ ہی کے حکموں کی غلام ہے یعنی اُس کے تمام عقائد اسلام پر ہیں۔ حدیث پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود 71 فرقوں میں بٹ گئے اُن میں ایک جنتی اور 70 دوزخی ہیں نصارٰی کے 72 فرقے ہوئے اُن میں

سے 71 دوزخی اور ایک جنتی میری اُمت کے 73 فرقے ہو جائیں گے جن میں ایک ناجی اور 72 دوزخی ہوں گے۔(قومی اسمبلی کا فیصلہ 72 مسلمان ناجی ایک ناری کے ہیں)

اب ایک کا فیصلہ تو تمام علماء نے متفقہ طور پر کر دیا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ جو بھی ایک جماعت اللہ کی ہو گی اُس کی کیا چیز ہاتھوں سے مختلف ہو گی ظاہر ہے عقائد تو کیا باقی جو 72 ہوں یا زیادہ اُن نزدیک وہ عقائد درست ہونگے یا غلط ظاہر ہے غلط تو قومی اسمبلی میں 72 نے کن بنیادوں پر ایک کو غلط قرار دیا ظاہر ہے عقائد، لیکن سوال یہ ہے کہ عقائد کا فرق تو اُن 72 میں بھی شدّت سے موجود ہے پھر وہ ایک کے خلاف کیوں متحد ہو گئے پھر اس قدر شدید مخالفت کی کیا ضرورت ہے حتیٰ کے حکومت کتاب شائع کرائے " قادیانیت اسلام کے لئے شدید خطرہ"۔ قرآنِ کریم کے مطابق دین میں ہمیشہ حق باطل کے لئے خطرہ ہوتا ہے کیونکہ وہ آسانی سے اپنی صداقت ثابت کر سکتا ہے، لہٰذا تمام کے لئے خطرہ ہوتا ہے۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دلائل سننے کے بعد اپنے درباریوں سے یہی کہا تھا کہ مجھے موسیٰ کو قتل کرنے دو:

اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ ﴿المؤمن40 آیت26﴾ بلاشبہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ بدل ڈالے گا تمہارا دین۔

اللہ کی جماعت کی مخالفت اور مخالفین کے حد سے بڑھے ہوئے سفید جھوٹ اور مکر اُس جماعت کو خود ہی نمایاں کر دیتے اور ایک کی تحقیق کو انتہائی آسان کر دیتے ہیں، اب صرف دیکھیں کہ کن عقائد کی بنیاد پر غلط قرار دیا گیا تو تین بڑے اور واضح فرق نظر آئیں گے۔

تین بنیادی عقائد:

1۔ وحی الٰہی باقیوں کے نزدیک منقطع ہے	جماعت احمدیہ کے عقیدہ کے مطابق اللہ کلیم ہے وہ جب اور جس پر چاہے گا جب وہ سمجھے گا کہ بنی آدم کو آسمانی ہدائیت کی ضرورت ہے وہ اپنے عبادت گزار بندوں میں سے کسی پر نازل فرمائے گا۔
2۔ ہر قسم کی نبوت و رسالت منقطع ہے یہ دروازہ مکمل طور پر بند ہے	صرف تشریعی نبوت کا دروازہ بند ہے تابع اور امتی نبوت جو آپ صلعم کی غلامی میں آپ صلعم کی اُمت کی اصلاح کی لئے ہو بند نہیں ہے۔
3۔ پرانا نبی آئے گا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام	تمام انبیاء بشر تھے جسم سمیت جانا سنت الٰہی کے خلاف ہے۔ تمام فوت ہو چکے ہیں لہٰذا جب بھی آئے گا اللہ تعالیٰ کی

	قدیم سنت کے مطابق نیا ہو گا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ اس لحاظ سے یہ Universal عقائد بنتے ہیں کہ تمام ہی مذاہب کے نزدیک وحی بند ہے، رسالت منقطع ہے، پرانا نبی آئے گا صرف نام مختلف ہیں۔

اب قرآن کھولیں اگر ثابت ہو کے ہمارے عقائد کلام اللہ کے مطابق ہیں تو جو بھی ہم میں آئے گا وہ ظلمات سے نور کی طرف آئے گا اور ثابت ہو جائے گا کہ یہ اللہ کی جماعت ہے جس کا ولی اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اگر ایک بھی عقیدہ قرآن کے خلاف ثابت ہو جائے تو ثابت ہو جائے گا کہ اس عقیدے میں یہ جماعت اسلام پر نہیں ہے۔ بتائیں کتنی محنت درکار ہے یا کتنا مشکل کام ہے صرف ایک اللہ کی آیت لانی ہے۔ جب یہ ثابت ہو جائے کہ وحی منقطع نہیں، رسالت بھی منقطع نہیں اور ایک شخص جو رسول ہونے کا مدعی ہے جس نے اسلام پر ایک جماعت قائم کر دی ہو جو لوگوں کو ظلمات سے نور کی طرف لایا ہو کیا وہ غلط ہو سکتا ہے اور جو نور سے ظلمات کی طرف لے جانے والے ہیں قرآن تو اُنہیں طاغوت قرار دیتا ہے کیا وہ حق ہو سکتے ہیں۔

آگاہ رہیں قرآن کہیں بھی غیر رسول کو جماعت بنانے کی اجازت نہیں دیتا۔ غیر رسول کے صراطِ مستقیم پر ہونے کی گارنٹی نہیں دیتا۔ غیر رسول کو ماننے کا حکم نہیں دیتا۔ اور کسی بھی رسول کے انکار کی اجازت نہیں دیتا۔

دو معاملوں کی ذمہ داری اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے، ایک وحی کی کہ اگر کوئی اللہ کی طرف جھوٹی وحی منسوب کرے خواہ وہ میرا سب سے پیارا مجبوب یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اللہ ہر گز معاف نہیں کریگا بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَ لَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذۡنَا مِنۡہُ بِالۡیَمِیۡنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡہُ الۡوَتِیۡنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ عَنۡہُ حٰجِزِیۡنَ ﴿۴۷﴾ الحَاقَّة69 آیات44 تا47﴾ ہم اسے دائیں ہاتھ سے پکڑیں گے اور اُس کی رگِ جان کاٹ دیں گے اور کوئی بھی ایسے مفتری کو اللہ کی پکڑ سے نہیں بچا سکتا۔

اور دوسری گارنٹی مدعی رسالت کی دی۔ کہ اگر جھوٹا دعویٰ کوئی بھی کرے تو اللہ اُسے مٹا دیگا۔

قرآنِ کریم سورۃ الشّوریٰ42 آیت نمبر 24 میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اس بات کے جواب میں کہ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹ گھڑ لیا ہے، جواب دیا:

وَ یَمۡحُ اللّٰہُ الۡبَاطِلَ وَ یُحِقُّ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ ﴿الشُّوْرٰی42 آیت24﴾

جھوٹے کو اللہ مٹا دیتا ہے اور حق کو اپنے کلمات سے ثابت کرتا ہے۔

یعنی جو سچا ہے اللہ کے کلمات اُس کے حق میں گواہ ہوتے ہیں وہ نور پر ہوتا ہے، جو نہیں مٹا وہ یقیناً صرف سچا ہوتا ہے۔ یہ گارنٹی اللہ نے ہمیشہ تمام رسولوں کے بارے میں دی اور تمام الہامی کتب میں ہیں۔

بائبل امثال 11/ 14 میں ہے "شریر کا گھر برباد ہو جائے گا پر راست کا خیمہ آباد ہو گا۔ "یعنی جو خیمہ آباد ہو گا جس کی جماعت موجود ہو گی وہ راست کی ہو گی۔ پھر جھوٹے نبی کے بارے میں تورات میں ہے" وہ قتل کیا جائے گا" ﴿استثنا 18/20﴾ "یہ نبی تلوار اور کال سے ہلاک کیے جائیں گے" ﴿یرمیاں 13/ 14﴾ پھر انجیل میں حضرت عیسیٰ کی صداقت کی یہی دلیل ہے۔" جو پودا میرے آسمانی باپ نے نہیں لگایا جڑ سے اُکھاڑا جائیگا" ﴿متی 13/ 15﴾